

عقائد و معمولات اہلسنت و جماعت کا علمی و تحقیقی جائزہ



خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد نظامی صاحب علیہ الرحمہ

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

زیر سمجہ کاغذی بازار کراچی

☆☆ پیش لفظ ☆☆

حضرت علامہ مولانا مشتاق احمد نظامی صاحب علیہ الرحمہ کی شخصیت علمی و ادبی حلقوں میں کسی تعارف کی محتاج نہیں، حضرت موصوف نے اپنی پوری زندگی مذہبِ اہلسنت و جماعت کی خدمت کے لئے وقت کر دی تھی تحریر و تقریر کے ذریعے انہوں نے اپنی زندگی میں دشمنانِ دین و گستاخانِ مصطفیٰ ﷺ کے دانت کھٹے کیے رکھے آپ علیہ الرحمہ خطابت میں ایک منفرد انداز رکھتے تھے اس کی وجہ سے آج بھی دنیا انہیں خطیبِ مشرق کے نام سے یاد کرتی ہے جبکہ فنِ تحریر میں ان کی شرہ آفاق اور لازوال کتابیں "خون کے آنسو"، "جماعتِ اسلامی"، "دیوبند کا نیا دین"، "ہند کے راجہ" ان کی تحریری عظمت پر شاہدِ عدل ہیں۔

پیش نظر کتاب "عقائدِ اہلسنت و جماعت کا علمی و تحقیقی جائزہ" دراصل علامہ موصوف کی مرتب کردہ کتاب "عقائدِ اہلسنت" سے ماخوذ ایک مکمل مضمون ہے۔ جمعیت اشاعتِ اہلسنت پاکستان کو یہ شرف حاصل ہو رہا ہے کہ وہ اس مکمل مضمون کو علیحدہ کر کے کتابی شکل میں شائع کر رہی ہے یہ جمعیت اشاعتِ اہلسنت پاکستان کی جانب سے شائع کردہ ۶۸ ویں کتاب ہے۔ امید ہے کہ یہ کتاب قارئین کے علمی ذوق پر پورا اترے گی۔

آخر میں اللہ جبارک و تعالیٰ سے اس کے حبیب ﷺ کے صدقے و طفلِ دعا ہے کہ وہ ہمیں حضرت علامہ موصوف کے نقوشِ پا پر گامزن فرماتے ہوئے اپنے دین و مذہب کی خدمت کی توفیقِ رفیق مرحمت فرمائے اور گستاخانِ انبیاء و اولیاء کا مقابلہ کرنے کی ہمت و قوت عطا فرمائے اور حضرت علامہ موصوف کے مزارِ ابدِ انوار پر رحمتِ درِ ضوان کی بارشیں فرمائے اور ہمیں ان کے فیوضِ ویرکات سے متمتع فرمائے۔ آمین جاہِ سید المرسلین ﷺ

فقط ادارہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الصلوة والسلام علیک یا رسول اللہ ﷺ

سلسلہ اشاعت : ۶۸ ویں

نام کتاب : عقائد و معمولاتِ اہلسنت و جماعت
کا علمی و تحقیقی جائزہ

مؤلف : علامہ مشتاق احمد نظامی صاحب علیہ الرحمہ

ضخامت : ۲۸ صفحات

تعداد : ۱۰۰۰

سن اشاعت : مارچ ۱۹۹۹

☆☆ ناشر ☆☆

جمعیت اشاعتِ اہلسنت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار کراچی

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله وكفى وسلام على حبیبہ الذی اصطفی

عقائد اور معمولات اہلسنت کا علمی و تحقیقی جائزہ

عقیدہ توحید.....! امام اسلام و مسلمان مذہب اہلسنت ہی ایک ایسا مذہب و مسلک ہے جو افراط و تفریط سے یکسر خالی ہو کر اپنی احتیاط و اعتدال پسند روش میں ہر ایک سے منفرد و ممتاز ہے۔ اور یہی وہ مذہب حق ہے جو مَنا اَنَا عَلَیْہِ وَ اَصْحَابِی کا آئینہ دار ہے۔

مخبر صادق سید عالم روحی فداه علیہ السلام کی پیشگوئی کہ میری امت میں تہتر (۷۳) فرقے ہوں گے ان میں بہتر (۷۲) جہنمی اور ایک نابی ہے اسی نابی فرقے کا دوسرا نام اہل سنت و جماعت ہے۔ ہماری نظر میں توحید و رسالت کا ایک ایسا بنیادی تصور ہے جس سے تمام فرقہ ہائے باطلہ یکسر محروم ہیں ہم اس کی الوہیت میں کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے حتیٰ کہ سجدہ تعبد تو درکنار غیر خدا کے لئے سجدہ تعظیسی کو بھی حرام سمجھتے ہیں..... گنبد خضراء کی چھاؤں میں یونہی بچنے کے بعد ہم اپنے نبی و رسول علیہ السلام کی قبر کو سجدہ نہیں کرتے بلکہ کھڑے ہو کر ان

کی بارگاہ تکس پناہ میں صلوٰۃ و سلام کی نذر گزارتے ہیں۔ یہیں سے اہلسنت کا نکھرا ہوا مزاج سمجھ میں آ گیا کہ جب ہم رسول خدا کی قبر کو سجدہ نہیں کرتے تو غوث و خواجہ کی قبر کو کیونکر سجدہ کریں گے۔ یہ تو ایک الزام تراشی و بہتان بندی ہے کہ اہلسنت قبروں کو سجدہ کرتے ہیں معاذ اللہ صد معاذ اللہ جب ہم اس کا یقین و اعتقاد رکھتے ہیں کہ سرور کونین روحی فداه علیہ السلام خود اس بزرگ و بزرگوار کی بارگاہ میں نیاز مند نہ پیشانی جھکاتے، تو اس علم و یقین کے بعد کون ایسا سر پھرا ہو گا جو اس معبود حقیقی کا آستانہ کرم چھوڑ کر کسی غیر اللہ کی چوکھٹ پر سجدہ عبادت یا سجدہ تعظیم کو درست و روا سمجھے گا جب کہ سید عالم علیہ السلام کا یہ فرمان واجب الاذعان ہمارے سامنے ہے کہ اگر میری شریعت میں سجدہ عبادت کے سوا کوئی اور سجدہ درست ہو تو میں خود توں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کریں۔ حقیقت کے اس اجالے میں کون سجدہ عبادت یا سجدہ تعظیم کو درست کہہ کر اپنی عاقبت برباد کرے گا.....؟

البتہ بڑا ہوا اس گروپ بندی اور تنگ نظری کا جس نے آج ایک دنیا کی آنکھوں پر تعصب کی پٹی کو باندھ رکھا ہے جو اپنی آنکھوں سے ہماری اُن کتابوں کا مطالعہ بھی کرتے ہیں جس میں ہم نے اپنے عقائد کو ہر غبار و تلچھٹ سے کھگال کر اس کی ہر نوک پلک درست کر کے قوم کے سامنے پیش کیا ہے۔ اس میں بھی انہیں شرک کا انہاد ہی نظر آتا ہے مجھے معاف کیجئے کہیں ایسا تو نہیں کہ میکدہ شرک میں آنجناب نے اتنی پی پی ہے کہ اب توحید خالص میں بھی شرک کا کوڑا کباڑ نظر آتا ہے۔ اب اسے عقیدے کی گندگی یاد جائے یا نہوں و آنکھوں کا وہ غمار جس

نے حقیقت بینی کا دروازہ ہی بند کر دیا ہے۔ حتیٰ کہ خود آپ اپنی بھی نظروں میں مسلمان نہیں رہ گئے بلکہ سر سے پاؤں تک شرک کی موٹھ بولتی تصویر ہیں اگر شرک کے نشے میں آنجناب چور چور نہ ہوتے تو تقویۃ الایمان میں ہر گز ہر گز یہ نہ لکھتے:.....

"اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے اور موجب اجر کا ہے۔ اس کے رکھنے کو جو کفر کہتا ہے خود یا کافر ہے یا فاسق بدعتی ہے۔"

(تذکیر الاخوان ص ۲۶۹ ناشر راشد کمپنی دیوبند)

اب اس آئینے میں اپنی تصویر دیکھ کر مجھے بتائیے کہ آپ موحّد رہ گئے ہیں یا مشرک ہو کر شرک کی چلتی پھرتی مشین، آپ کا نشہ ہرن کرنے کے لئے کسی معمولی کتاب کا حوالہ نہیں دیا گیا بلکہ آپ کے مشرکانہ مذہب میں تقویۃ الایمان ایک ایسی کتاب ہے جس کا ہر گھر میں ہونا عین اسلام ہے۔ خواہ قرآن حکیم ہو یا نہ ہو لیکن جس گھر سے تقویۃ الایمان غائب، گویا عین اسلام رخصت اور تسکین خاطر کے لئے اس کا بھی حوالہ لے لیجئے تاکہ پیشانی پر شرک کا جو یکہ لگ گیا ہے وہ صابن کی کٹی بٹی سے بھی نہ صاف ہو سکے۔

حوالہ نمبر ۱:..... (فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص ۵۰)

اس کا (یعنی تقویۃ الایمان کا) رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام اور موجب اجر ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ مطبوعہ کراچی، ص ۴۲، سطر ۲۲)

کہنا یہ ہے کہ ہم اہلسنت وجماعت لا الہ الا اللہ کا وہی مفہوم و معنی سمجھتے اور بتاتے ہیں جسے سرور کونین نے صحابہ، تابعی، ائمہ مجتہدین، ائمہ محدثین و مجددین، علماء حق و اولیاء عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ہم تک پہنچایا ہے خدا کا شکر ہے ہم اہلسنت ہی اس امانت کے صحیح وارث و امین ہیں۔ یہ خدائے ذوالجلال کی توفیق اور اس کے پیارے محبوب کا کرم ہے کہ ہم سے اس امانت میں کوئی حیانت نہیں ہوئی البتہ اگر وقت کے کسی خائن نے دست درازی کی تو آواز حق کو پھیلانے کے لئے ہم نے زبان و قلم کے جہاد کی مہم شروع کر دی مثلاً اگر توحید کے غاصبانہ ٹھیکیداروں نے لا الہ الا اللہ کے مفہوم میں امکان کذب کا اضافہ کر کے یہ کہنا شروع کیا کہ معاذ اللہ، خدا کا جھوٹ بولنا ممکن ہے تو طبقہ اہلسنت نے اس کفری و باطل عقیدے کے خلاف زبان و قلم کی پوری طاقت صرف کر دی اور وقت کی ایک دینی ذمہ داری سے سبکدوش ہونے کے لئے کسی بھی پروپیگنڈے کی فکر و پرواہ کئے بغیر توحید خالص کا جھنڈا لہرایا۔ اگر ہو سکے تو سبحان السبوح، فتاویٰ رضویہ اور حسام الحرمین وغیرہ کا مطالعہ کیجئے۔ جو

کسی بھی متلاشی حق کے لئے اندھیرے کا اجالا ہے۔

بہر حال اہلسنت و جماعت ایک نکھری ہوئی بے غبار توحید خالص کا اعتقاد رکھتے ہیں وہ خدا کے لئے جھوٹ یا کسی بھی عیب کے امکان کا تصور تک نہیں کر سکتے چہ جائیکہ یہ عقیدہ رکھنا کہ خدا کا جھوٹ بولنا ممکن ہے۔ ہماری درس گاہ نظامی کا مبتدی طالب علم جس نے شرح تہذیب پڑھی ہے وہ بھی یہ جانتا اور مانتا ہے کہ :.....

اللہ

اس ذات واجب الوجود کو کہتے ہیں جو مستجمع ہے جمیع صفات کمالیہ کا۔

اس کی ہر صفت کمال والی ہوتی ہے خدا کی کوئی بھی صفت رذیل یا گھٹیا درجے کی نہیں ہو سکتی وہ دیوبند کا خدا ہو سکتا ہے جو جھوٹ بھی بول سکے اور پھر بھی خدا ہی رہ جائے..... غور فرمائیے جس کا خدا جھوٹا ہو سکتا ہے اس کے بندوں کا کیا عالم ہو گا؟ مگر یہ عجیب و غریب قوم ہے اس کے خدا کو جھوٹا نہ کہے تو پیشانی پر بل آجائے اور انہیں جھوٹا کہیے تو چراغ پا ہو جائیں۔

اللہ رے خود ساختہ قانون کا نیرنگ

جو بات کہیں فخر وہی بات کہیں تنگ

حاصل گفتگو یہ ہے کہ آج کے سیماب صفت 'ابن الوقت'، توحید کے

ٹھیکیداروں اور مذہب کے غداروں نے جس بڑی طرح اپنے عقیدے کی مٹی پلید

کی ہے وہ سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے اسی زمرے میں شامل کر لینے کی جدوجہد کرتے ہیں ان سیاہ بختوں کو جب ہماری کتابوں میں کچھ نہیں ملتا جس پر وہ اعتراض کر سکیں تو اپنی خانہ ساز توحید کا رنگ جمانے کے لئے اہلسنت پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ یہ لوگ قبروں کو سجدہ کرتے ہیں۔ حالانکہ ان ظالموں نے ہمیں بدنام کرنے کے لئے قبروں پر پہونچ کر خود ہی سجدہ کرنا شروع کر دیا ہے تاکہ لوگ ہم سے گھن اور نفرت محسوس کریں۔ کوئی بھی سنی کسی قبر پر سجدہ کرنے نہیں جاتا بلکہ وہ اللہ کے ولی سے اکتساب فیض اور ایصالِ ثواب کے لئے جاتا ہے۔

اگر ان کی چیرہ دستیوں کا معنی مشاہدہ کرنا ہو تو کلیر شریف جیسا کہ سنا جاتا ہے وہاں ایام عرس میں طوائفوں کا ہجوم اور بعض دوسرے منکرات سے شرعی عرس کی تقدیس و حرمت کو داغدار کیا جاتا ہے۔ (خدا کرے یہ خبر غلط ہو) غور کرنے کا مقام ہے کہ آخرش یہ کلیر شریف ہی میں ایسا کیوں ہوتا ہے جس کی وجہ بالکل ظاہر ہے کہ کلیر شریف سہارنپور اور دیوبند کے قریب ہے نہ تو وہ مخدوم کلیری کی قبر اکھاڑ سکتے ہیں اور نہ ہی گنبد ڈھا سکتے ہیں۔ (اگر بس چلے تو یہ بھی کر گزر میں مگر وہ تو کہیے کہ خدا نے گنبد کو ناخن ہی نہیں دیئے)

لہذا.....! سنیوں اور عرس کو بدنام کرنے کے لئے دیوبند ہی کی

سازش معلوم ہوتی ہے کہ وہاں ایسے منکرات کا ارتکاب کیا جائے جس سے عرس کے خلاف کچھ کہنے کو مواد و میٹریل مل جائے ورنہ ہم دیوبند کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ بریلی، مارہرہ، گھوسی، مراد آباد، پہونچ کر بدعات و منکرات کی نشاندہی کرے یا پھر ہمارے اکابر کی کتابوں کے حوالہ جات پیش کرے جس میں معاذ اللہ بدعات و

منکرات کو درست اور جائز قرار دیا گیا ہے یہ بھی ایک ہی رہی کہ خود ہی اپنے عوام کو ٹرینگ دے کر بھجیں اور سجدہ و قبر پرستی کا الزام ہمارے سر.....!

الٹا چور کو تو الٹا کو ڈانٹے

اگر موقع ملا تو عرس کی بحث میں ہم اس پر تفصیلی گفتگو کریں گے زیر بحث موضوع میں ہمیں یہ کہنا ہے کہ اہلسنت و جماعت خدا کی ذات و صفات میں کسی کو شریک نہیں گردانتے وہی الہ و معبود ہے وہی ہر شے کا خالق و مالک ہے۔ اسکی بزرگ و برتر ذات ہر عیب سے پاک و صاف ہے بندوں میں خواہ کوئی کتنے ہی فضل و کمال کا ہو وہ بندہ ہے معبود نہیں مخلوق ہے خالق نہیں۔ شرک ایک ایسا پاپ ہے کہ گناہوں کی تو معافی ہے مگر شرک کی کوئی معافی نہیں اس لئے ایمان و عقیدے کے کسی گوشہ پر شرک کی پرچھائیں تک نہیں پڑنے دیتے۔

یہ ضرور ہے کہ ہمارا مسلک افراط و تفریط اور غلو کی انتہا پسندی سے بالکل پاک و صاف ہے ہم شرک جلی کو جلی کہتے ہیں اور شرک خفی کو خفی۔ یہ تو تعریف الایمان کے مؤلف کا مزاج ہے جس نے دیدہ دانستہ اور بامقصد و بالمدار شرک خفی کو شرک جلی لکھا اور اس کا بھی اقرار کیا کہ میں جانتا ہوں کہ.....

اس کتاب کے بعد مسلمانوں میں انتشار پیدا ہو گا مگر وہ لڑ بھڑ کر ٹھیک ہو جائیں گے۔

گویا جان بوجھ کر نشیمن پر چنگاری بھینکی گئی، آگ کا بھٹنا تو درکنار دامن کی ہوا سے اور بھی اسے بھڑکایا جا رہا ہے جس کے نتیجے میں آئے دن مجادلہ و مناظرہ

ہو تا رہتا ہے۔ مسلمانوں میں افتراق و انتشار کی تمام تر ذمہ داری علماء دیوبند پر ہے جو ان کفری عبارات کی پرورش کر رہے ہیں جس سے مسلمانوں کا شیرازہ تتر بتر ہو کر رہ گیا ہے۔ میلاد و سلام عرس و فاتحہ میں اگر آنجناب کو کوئی غلطی نظر آتی ہے تو اس کی اصلاح بہت آسان ہے مگر کفر کا وہ غلیظ ٹوکرا جسے پھولوں کا گلہ مستہ کہہ کر آپ سر پر لئے پھر رہے ہیں اس سے جسم کے ظاہر و باطن کی تطہیر بہت ضروری ہے۔ ہم اہلسنت و جماعت خدائے وحدہ لا شریک کی ذات و صفات میں کسی بھی بندے کو شریک نہیں ٹھہراتے البتہ خدا کے جن محبوب بندوں کے لئے اختیارات و تصرفات کو مانتے ہیں وہ خدا ہی کی دین اور اسی کے جود و عطا کا ثمرہ ہے۔ وہ اپنی ذات و صفات میں واجب و قدیم ہے اس کی ہر صفت ذاتی ہے اللہ کے بندوں میں خواہ انبیاء و رسل اور اولیاء کبار ہی کیوں نہ ہوں ان کے جملہ معجزات و کرامات عطائی ہیں اسی خدائے بزرگ و برتر نے اپنی شان کرم سے انہیں نوازا ہے۔ پروردگار اپنی ذات و صفات میں بے مثل و بے نظیر ہے ساری کائنات اسی کے تحت قدرت ہے اسے کوئی مادی آنکھ دیکھ نہیں سکتی البتہ وہ ساری کائنات کو محیط ہے اس کا علم حضوری ہے وہ عالم الغیب و الشہادۃ ہے۔ موت و زندگی پر اسی کا تصرف کامل ہے۔

آسمان کی بلندی، زمین کی فروتنی، عرش کی عظمت، آفتاب کی روشنی، چاند کی چاندنی، نکشاں کا جمال، قوس قزح کی رعنائی، کلیوں کی مسکراہٹ، پھولوں کی زیبائی، موسم کی تبدیلی، بجلیوں کی تڑپ، بادل کی گھن گرج، دریا کی روانی، سمندر کی طغیانی غرض کہ یہ جس قدر بھی مظاہر قدرت ہیں اپنی خاموش زبان میں

لا الہ الا اللہ کی دعوت دے رہے ہیں۔ عارف حق سرکار آسی نے کیا خوب فرمایا ہے:.....

بے جہانی یہ کی ہر ذرے سے جلوہ آشکار
اُس پہ گھونگھٹ یہ کہ صورت آج تک نادیدہ ہے

غرض کہ کائنات کا کوئی ذرہ اس کی مشیت و ارادے کے بغیر ہل نہیں سکتا۔ وہ ساری کائنات کا پالنا رہا ہے وہی خالق و مالک ہے اور انسانی رشد و ہدایت کی خاطر اسی کے بھیجے ہوئے سچے رسول آقا دو جہاں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں جن کی نبوت و رسالت کی تصدیق عین ایمان ہے۔

عقیدہ ایمان بالرسالت :

محمد رسول اللہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

لا الہ الا اللہ۔ کے اقرار و تصدیق کے بعد ہم اس کا اقرار کرتے ہیں کہ محمد بن عبد اللہ، اللہ کے بھیجے ہوئے سچے نبی اور رسول ہیں وہی خدا اور بندوں کے درمیان رابطہ اور وسیلہ ہیں۔ حتیٰ کہ تمیں پارے کا قرآن بھی اگر ملا تو کلام، خدا کا ہے اور زبان مصطفیٰ کی ہے ایسے ہی خدا نے یہ فرمایا کہ اقیمو الصلوۃ نماز قائم کرو مگر نماز کس طرح پڑھی جائے اور کب پڑھی جائے گی۔ اس کی تعلیم دینے کے لئے آسمان سے کوئی فرشتہ زمین پر نہیں بھیجا گیا بلکہ سید عالم روحی فداہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:.....

صلوا کما راہتمونی اصلی

نماز ایسے ہی پڑھو جس طرح مجھے پڑھتے ہوئے دیکھو۔
معلوم ہوا سجدہ خدا کا کیا جاتا ہے اور ادا مصطفیٰ کی دیکھی جاتی ہے۔ غرض کہ نماز اللہ اکبر سے لے کے سلام تک سرور کو نبین ﷺ کی ایک ادا ہے۔ گویا اب اس کی مختصر تشریح یہ ہے کہ :-

میں جب کہوں تب پڑھو جہاں کہوں وہاں پڑھو جس طرح کہوں اس طرح پڑھو۔

ہم اس مقام پر اس کا عقیدہ رکھتے ہیں کہ نماز جو عبادات میں ایک اہم عبادت ہے اس کی جو تفصیلات بتا رہا ہے وہ کوئی مجبور نہیں بلکہ مختار ہے۔ اس لئے اب اگر کوئی یہ کہہ کر گزر جانا چاہے کہ :-

"جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔"

ہم اس بدعت و بد نصیب کو قابل گردن زدنی سمجھتے ہیں اور جب ہم اس کا یقین و اعتقاد رکھتے ہیں کہ قرآن حکیم کے تیسوں پارے رسول خدا ہی کی زبان سے ہمیں ملے ہیں تو اس زبان کی تقدیس و حرمت کا اقرار بھی مقتضاء ایمان ہی سمجھتے ہیں لہذا مقام استفسار میں ہم اطلاق بشر تو کر سکتے ہیں مگر زبان و قلم کے عام محاورات میں ہم انہیں اپنے جیسا بشر نہیں کہہ سکتے ورنہ زبان کے مجروح ہو جانے کے بعد خطرہ ہے کہیں کلام الہی کی عظمت و تقدیس پر حرف نہ آجائے۔

اس لئے رسول خدا کو اپنے جیسا آخر کہنا، ہم اسے خطرے کا ایک سنگل تصور کرتے ہیں بلکہ اس مذموم عقیدے کے بعد ہم یہ اندیشہ محسوس کرتے ہیں کہ کہیں ایمان کا پورا محل پیوند خاک نہ ہو جائے..... غرض کہ نماز، روزہ، حج و زکوٰۃ کی جملہ تفصیلات و توضیحات ہمیں سید عالم روحی فداه ﷺ ہی سے ملی ہیں۔ حتیٰ کہ خدا کی معرفت و پہچان اس کی وحدانیت کا اقرار و تصدیق سب انہیں کی بارگاہ کرم کا عطیہ ہے..... اس لئے ہم اپنے اس عقیدے میں حق بجانب ہیں کہ سرور کونین ﷺ خدا اور بندوں کے درمیان نہ صرف وسیلہ بلکہ وسیلہ اور مقصد دونوں ہیں۔ اگر وہ مقصد نہ ہوں تو قبر کا اتنا ہی سوال کافی ہوتا کہ.....

من ربک تمہارا رب کون ہے۔

مادینک اور تمہارا دین کیا ہے۔

یہ نہ دریافت کیا جاتا کہ..... انہیں جانتے ہو یا نہیں..... اس سوال نے وسیلہ کے علاوہ ان کے مقصد ہونے پر مہر لگادی کہ ان سے تمہارا رشتہ ٹوٹ نہیں گیا ہے۔ دونوں سوالوں کے جوابات کی صحت ان کے پہچانے پر موقوف ہے گویا ان کا پہچانا ہی اس دستاویز کی آخری مرہ ہے۔

ہم حضرت محمد ﷺ کو صرف نبی و رسول ہی نہیں مانتے بلکہ ہم انہیں خاتم النبیین بھی مانتے ہیں۔ لہذا اس بحث میں اگر کوئی ختم نبوت ذاتی و زمانی کا انتزاعی مسئلہ اٹھا کر اپنی کاوش فکر کی داویلنا چاہے کہ.....

"یعنی اگر بالفرض آپ کے زمانے میں یا بالفرض آپ

کے بعد بھی کوئی نبی فرض کیا جائے تو بھی خاتمیت محمدی میں فرق نہ آئے گا" (تحدیر الناس ص ۱۳)

تو ہم اس کفری عبارت کو ختم نبوت کی سیسہ پگھلائی دیوار پر ایک ایسی چاند ماری تصور کرتے ہیں جس نے اس کی آہنی دیوار میں شکاف ڈال دیا اور نتیجے میں قادیانی فرقہ جو بساط سیاست کا پٹا ہوا امرہ ہے اس نے ایک نبی کو جنم دے دیا۔ حالانکہ نگاہیں دیوبند پر لگی تھیں چونکہ بیچ وہاں پہلے پڑ چکا تھا مگر ثمرہ قادیان میں نمودار ہو گیا۔ اس لئے جس جرم کی پاداش میں قادیانیت کو اقلیت میں شمار کیا گیا ہے دیوبند ان سے کہیں زیادہ اس سزا کا مستحق ہے۔ لہذا قانون جو تلوار کی ایک دھار ہے جس نے قادیانیت جو دقت کا عظیم فتنہ تھا اس کا سر قلم کر کے اپنی انصاف پروری کا ثبوت دیا ہے اسے کسی بھی وقت نیام سے باہر نکل کر دیوبندیت کے کلیجے پر وار کرنا ہو گا تاکہ فیصلے کا تشنہ تکمیل محضر نامہ اپنے انجام اور تہتے کو پہنچ جائے۔

اسی طرح ہم اپنے کو مومن اور رسول خدا کو اپنا ایمان سمجھتے ہیں تا وقتیکہ ہم اس کا اقرار نہ کر لیں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے۔ ہم ان کا اور ان کی بارگاہ کالوب و احترام عین ایمان قرار دیتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن حکیم کا ارشاد ہے:.....

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ
صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ

بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبِطَ أَعْمَالُكُمْ وَ أَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ۝

ترجمہ: اے ایمان والو! تم اپنی آواز کو نبی کی آواز پر بلند نہ کرو اور جس طرح تم لوگ آپس میں ایک دوسرے سے بولتے ہو اس طرح نبی کریم سے نہ بولو (ورنہ یعنی اگر تم نے اس قانون پر عمل نہ کیا تو تم لوگوں کے اعمال میٹ دیئے جائیں گے۔ اور تمہیں شعور بھی نہ ہوگا۔

اس سے معلوم ہوا کہ عمل صالح کی روح ایمان اور ایمان کی جان محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ محبوب خدا کی بارگاہ میں معمولی سی گستاخی و بے ادبی نماز، روزہ، حج و زکوٰۃ کی پوری کائنات ملیا میٹ کر دیتی ہے۔ اس لئے ہم اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ تاجدار دو عالم کی بارگاہ میں کوئی بھی ایسا لفظ نہ بولا جائے جس میں توہین نبوت کا شائبہ تک ہو..... جیسا کہ قرآن حکیم کا ارشاد ہے:.....

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انظُرْنَا

یعنی اے ایمان والو! تم مرے محبوب کو راعنا مت کہو انظرنا کہو۔ صحابہ کرام راعنا سے ایک صحیح مفہوم مراد لیتے ہیں مگر یہودی اس لفظ سے گندہ معنی مراد لیتے تھے۔ پروردگار کو یہ منظور نہیں کہ میرے مصطفیٰ کی شان اقدس میں کوئی ایسا لفظ استعمال کیا جائے جس میں ابہام و توہین ہو، بے ادبی و گستاخی کا کوئی پہلو نکلتا ہو..... لہذا اگر کوئی رسول کریم کی بارگاہ میں کھلی توہین کرے مثالیہ کہے:.....

"پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا

جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ایسا علم غیب زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے".....

(حفظ الایمان ص ۸)

تو ہم ایسے شخص کو خارج از اسلام اور کافر و مرتد سمجھتے ہیں اور جو لوگ بھی اس عبارت پر مطلع ہو کر اس کی تائید و حمایت کرتے ہوں انہیں بھی کافر و مرتد جانتے ہیں۔

ام قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ..... شفاء مبارک..... میں فرماتے ہیں:.....

"اگر کسی کلمہ گو نمازی نے رسول خدا کے پہنے ہوئے جوتے کو تحقیرا بجائے نعل کے ٹھیل کہہ دیا یعنی یہ کہہ دیا کہ یہ محمد ﷺ کی جتڑیا ہے تو ایسا شخص کافر ہو گیا، واجب القتل ہے اس کی گردن مار دینی چاہیئے چونکہ اس نے اس جوتے کی توہین کی جس نے رسول خدا کا قدم چوما ہے"

جب جوتی کی توہین کرنے والا مسلمان نہ رہ جائے گا تو آقائے دو جہاں ﷺ کی توہین کرنے والا کس طرح مسلمان رہ سکتا ہے.....؟ ہم اہلسنت و جماعت رسول خدا کو نہ تو خدا کہتے ہیں نہ خدا کا بیٹا نہ خدا جیسا..... بلکہ اللہ کا ایسا محبوب بندہ کہتے ہیں جو خدا اور اس کے تمام بندوں کے درمیان وسیلہ ہے اس کی جملہ صفات خدا ہی کی عطا کردہ ہیں حتیٰ کہ ہم آقائے دو جہاں کو عالم غیب مانتے ہیں مگر اس طرح کہ ان کے جس قدر علوم ہیں وہ سب خدا ہی کے دیئے ہوئے ہیں۔ جس کا علم نہ تو ابو بکر کو ہے نہ تو جبریل امین کو بلکہ دینے والا خدا جانتا ہے یا لینے والے مصطفیٰ۔ امتیوں میں کوئی بھی ان کے وسعت علم کو گھیر نہیں سکتا ہے..... اب اگر کوئی یہ کہے.....

"الحاصل غور کرنا چاہیے..... کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے"

(براہین قاطعہ، صفحہ ۵۱ مطبعہ بلال ڈھور)

تو ہم ایسے گستاخ و بے ادب کو کافر، ملعون و مردود سمجھتے ہیں اس نے قرآن کا صحیح مطالعہ نہیں کیا۔ اس کا کہنا ہے وسعت علم مصطفیٰ کی قرآن میں کوئی نص نہیں ملتی۔ ہمارا کہنا ہے کہ اگر قرآن کی نص پیش کی جائے گی تو تمہاری ایک ایک نس چنچ جائے گی..... لہذا ان حقائق کی روشنی میں اگر کوئی دریدہ دہن یہ کہنا چاہے کہ سرور عالم کو دیوار کے پیچھے کی خبر نہیں تھی تو اس بے خبر کو اپنی بے خبری پر ماتم کرنا چاہیے وہ تو عالم جمیع ماکان و مایکون تھے..... ہم اہلسنت اس کا بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ سرور عالم ﷺ نے ایک لمحہ سے بھی کم درجہ کے برابر موت کا صرف ذائقہ چکھا اس کے بعد انہیں حیات سرمدی مل گئی وہ کل بھی زندہ تھے آج بھی زندہ ہیں اور اب ہمیشہ کے لئے زندہ گی۔ جسم اطہر زمین کے جس حصے پر ہے وہ عرش اعظم سے بھی افضل تر ہے..... اب اگر کوئی نا آشنائے ادب یہ عقیدہ رکھے کہ.....

معاذ اللہ محمد ﷺ مر کر مٹی میں مل گئے

تو ہم اس گمراہ و بے ادب کو جہنمی سمجھتے ہیں۔ ایسے ہی جب ہم اس کا یقین رکھتے ہیں کہ نماز تکبیر تحریمہ سے لے کر التحیات و درود تک آقائے دو جہاں ﷺ کی ادا ہے تو ہم اس کا بھی اعتقاد رکھتے ہیں کہ مرد مومن کی نماز سرکار کی یاد اور تصور سے خالی نہیں رہ سکتی۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ التحیات میں السلام علیک ایہا النبی تو کہا جائے اور نبی کا خیال نہ آئے۔ ایسے ہی سورہ فاتحہ کے بعد مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهُ اَشْدَّاءُ عَلٰی الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ آیت

کی تلاوت کی جائے مگر آقائے دو جہاں کا خیال نہ لایا جاسکے یہ کیسے ہو سکتا ہے.....
جب کہ تلاوت قرآن میں اس کی تلقین ہے کہ صرف زبان سے تلاوت ہی نہ کی جائے بلکہ اس کے مفہوم و معنی کو سمجھنے کی کوشش کی جائے لہذا معنی کا سمجھنا یہ انتہائی نہ ہوگا بلکہ بالقصد وبالارادہ ہوگا اب جس کی صحیح تعبیر یہی ہوگی کہ سورہ فاتحہ کے بعد اگر مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهُ..... الخ..... کی تلاوت کی جائے تو محمد ﷺ کے معنی کو سمجھنے کے لئے قصد اور ارادے کو دخل ہوگا۔

اب ان حقائق کی روشنی میں اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ.....

رسالت مآب ﷺ کا خیال لانے سے نماز جاتی رہے گی

تو مجبوراً ہمیں یہی کہنا پڑے گا کہ جن کی نماز گائے میل کے خیال لانے سے ہو جاتی ہے اور مصطفیٰ کے خیال لانے سے نہ ہوتی ہو تو یہیوں وال نماز انہیں مبارک ہو اور مصطفیٰ والی نماز ہمیں!..... یہ تو اپنا اپنا نصیب ہے اور اپنی اپنی تقدیر! اسی طرح محمد رسول اللہ کی تصدیق و اقرار کے بعد ہم اس کا بھی یقین و اعتماد رکھتے ہیں کہ وہ انسانی رشد و ہدایت کی خاطر عالم خاک میں مبعوث تو ہوئے مگر وہ ہم جیسے بشر نہیں تھے بلکہ ان کی بشریت بھی ایک طرح کا معجزہ تھی اگر وہ ہم جیسے بشر ہوتے تو عام انسانوں کی طرح زمین پر ان کا سایہ پڑنا چاہیے تھا لیکن صحابہ کرام کی روایت شاہد عدل ہے کہ ہم نے آفتاب کی دھوپ ہو یا چاند کی چاندنی کسی میں بھی سید عالم نور مجسم ﷺ کا سایہ زمین پر نہیں دیکھا حتیٰ کہ جسم اطہر پر جو کپڑا

ہوتا اس کا بھی سایہ زمین پر نہ پڑتا رسول اللہ کے جسم مبارک پر کبھی مکھی نہ بیٹھتی ایسے ہی آقائے دو جہاں جس راہ سے گذرتے وہ راہ گذر پسینے کی خوشبو سے مہک جاتی جن کنکریوں پر قدم مبارک رکھ دیتے وہ موم کی طرح پگھل کر اپنے کلیجے پر نقش پائے مصطفیٰ لے لیتیں وہ اگر سو جاتے تو ان کا وضو باقی رہتا لعاب دہن اگر کھاری کنویں میں ڈال دیا تو اس کا پانی شیریں ہو گیا۔ غزوہ خیبر میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو آشوب چشم کی شکایت تھی سرکار نے لعاب دہن لگا دیا تو آنکھ کی تکلیف اور سرخی جاتی رہی۔ غار ثور میں جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سانپ نے ڈس لیا تو یہی لعاب دہن زہر کے حق میں تریاق بن گیا۔ معراج کی شب جہاں جبریل امین کا ذہن نہ جائے اس سے کہیں آگے سرکار ﷺ کا قدم باز گذر گیا..... غرض کہ ان کی ہر ادا فوق البشریت ہے..... کسی نے کیا خوب کہا ہے.....

دھوکے میں آنہ جائے کہیں فکر و آگ

آقائے کائنات لباس بشر میں ہے

ایسے ہی ہم سرور کونین ﷺ کو اپنا شفیع تصور کرتے ہیں اور انہیں شفاعت کبریٰ کا مقام حاصل ہے۔ وہ شفیع محشر بھی ہیں اور ساقی کوثر بھی! پروردگار نے انہیں علم اولین و آخرین عطا فرمایا اور علم غیب کے خزانے مرحمت فرمائے۔ وہ اللہ کے ایسے محبوب تھے کہ ان کی مرضی پر قانون الہی اترتا۔ نماز کی نیت باندھی بیت المقدس کی طرف مگر بار بار آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھتے، کاش نجائے بیت المقدس کے کعبہ ہمارا قبلہ ہوتا۔ بس اتنے ہی میں جبریل امین

علیہ السلام تحویل قبلہ کی آیت لے کر حاضر ہوئے۔ اسی مفہوم کی ترجمانی میں مجدد دین و ملت سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

.....

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم

خدا چاہتا ہے رضائے محمد (ﷺ)

فریضہ حج کی آیت اترنے کے بعد صحابی رسول نے عرض کیا "یا رسول اللہ ﷺ! کیا حج ہم پر ہر سال فرض ہے" حالانکہ اپنی جملہ شرائط کے ساتھ حج مسلمان پر پوری زندگی میں ایک ہی بار فرض ہے مگر سرکار نے ارشاد فرمایا "اگر مری زبان سے ہاں نکل جاتا تو ہر سال فرض ہو جاتا"۔

اسی لئے ہم اہلسنت و جماعت اس کا اعتقاد رکھتے ہیں کہ پروردگار عالم نے اپنے محبوب کو مالک و مختار بنایا..... اب خدا کے ایسے پیارے محبوب کو اگر کوئی گاؤں کا چودھری یا زمین دار کا مرتبہ دے۔ تو ہم ایسے سیاہ خت کو جہنم کا بندھن تصور کرتے ہیں۔ انہیں خدا کا بیٹا یا خدا جیسا نہ کہہ کر ہم ان کی بارگاہ میں میلاد سلام و قیام کو غلاموں کی طرف سے خراج عقیدت تصور کرتے ہیں..... غرض کہ ان کے جملہ محاسن اور خوبیوں کو سیٹھنا یہ انسانوں کے کس بل سے باہر ہے۔ ایسی ہزار زندگیاں دی جائیں اور ساری عمر زبان و قلم سے ان کے فضائل و کمالات بیان کئے جائیں تو آخر میں حضرت جانی کی زبان میں یہی کہنا پڑے گا

.....

لا یسکن الشاء کما کان حقہ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

کہنا یہی ہے کہ..... "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ"..... کی تصدیق و اقرار کے بعد ہم ایک بے غبار نکھری ہوئی توحید خالص کا اعتقاد رکھتے ہیں۔ ہم اسی کو خالق، مالک، قادر، معبود، رازق جانتے ہیں۔ جب ہم ذات باری کے لئے امکان کذب کا عقیدہ نہیں رکھتے تو وقوع کذب باری کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ البتہ ہم اس کی قدرت کاملہ کے اظہار میں اس طرز نگارش و اسلوب بیان کو قابل مذمت ہی نہیں جانتے بلکہ اس میں نفرین و ملامت کرتے ہیں جس میں انبیاء و رسل کی توہین و تنقیص کا شائبہ تک ہو جائے..... مثلاً اگر کوئی خدا کی قدرت اس طرح بیان کرے کہ.....!

"اللہ کی قدرت سے بعید نہیں اگر وہ چاہے تو محمد جیسے

کرداروں کو پیدا کر دے"

ہم اس انداز بیان کو ابلیسی داؤں بیچ سے تعبیر کرتے ہیں اور ایسے بے لگام و بزدلانہ مولفین کو ابلیسی دسترخوان کا خوشہ چیں تصور کرتے ہیں یہ وہی شیطانی حربہ ہے جسے اس نے سجدہ آدم سے رد گردانی و سر تابی کرتے ہوئے استعمال کیا تھا جس کی پاداش میں ہمیشہ کے لئے اس کے گلے میں لعنت کی طوق ڈال دی گئی اور قرآن حکیم نے کھلے ہند کہہ دیا.....

أَبَى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ

اس لئے ہم اہلسنت کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ ہم سید عالم روحی فداہ علیہ السلام کی ذات والا صفات کو "ممکن النظیر" نہیں بلکہ "ممتنع النظیر" جانتے دانتے ہیں اب ان کے مثل پیدا ہونا محالات سے ہے لہذا ہم عقیدہ امکان نظیر کو باطل جانتے ہوئے مسئلہ امتناع نظیر کو صحیح مبرہن اور مدلل سمجھتے ہیں جس کی روشن اور واضح دلیل آیت ختم نبوت ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ
و خَاتَمَ النَّبِيِّينَ

غرض کہ رسول خدا کو خدا نہ کہہ کر ہم ذات خدا سے جدا بھی نہیں سمجھتے جیسا کہ برادر امام اہلسنت مولانا حسن رضا خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

تم ذات خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو
اللہ کو معلوم ہے کیا جائے کیا ہو

حاصل کلام یہ ہے کہ خدائے وحدہ لا شریک کے بعد عالم خلق میں جن فضائل و کمالات کا تصور کیا جاسکتا ہے ان تصورات سے بھی کہیں ذاتِ فضل و کمال کا انہیں مجموعہ جانتے ہوئے خلاصہ کائنات تصور کرتے ہیں حالانکہ اس عالم امکان میں جس کو جو کچھ بھی ملائے ہو سیکے مصطفیٰ ہی ملا ہے۔ اور انبیاء و رسل میں جو خوبیاں علیحدہ علیحدہ پائی جاتی تھیں وہ سارے محاسن بیک وقت آپ میں پائے جاتے ہیں۔ اسی لئے کہا گیا ہے:۔

حسن یوسف ذم عیسیٰ ید بیضاء داری
آنچه خوبیاں ہمہ دارند تو تنها داری

ذات والا صفات میں کسی نقص کا پایا جانا تو دور کنار ہم کسی نقص کا تصور کرنا بھی مقتضائے ایمان کے خلاف جانتے ہیں..... ان کی شان تو یہ ہے:۔

آفتابا گردیدہ ام مریتاں درزیدہ ام
بسیار خوبیاں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیکری

اسی لئے سید عالم احمد رضا قاضی بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:۔

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی بچوں خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

خلاصہ گفتگو یہ ہے کہ ہم سرور کو نین سید عالم روحی فداہ علیہ السلام میں جس قدر بھی فضائل و کمالات مانتے ہیں وہ سب خدا ہی کا بخشا اور عطا کردہ، وہ دور و نزدیک سے سنتے ہیں، ہماری دستگیری فرماتے ہیں، وہ ساری کائنات کے لئے رحمت ہیں، خدا ہی کے دینے سے عالم میں تصرف کا اختیار رکھتے ہیں، وہ پکارنے والوں کی مدد فرماتے ہیں، وہ اپنی قبر مبارک میں جسم اطہر کے ساتھ زندہ ہیں، وہ علم غیب کا خزانہ رکھتے ہیں، ان پر جو درود شریف بھیجا جاتا ہے اسے فرشتے آپ کی بارگاہ میں حاضر کرتے ہیں اور جو درود محبت سے بھیجا جاتا ہے سرکار اسے خود سنتے

ہیں، جو رسول اللہ کی قبر کی زیارت کرے گا اس پر سرکار کی شفاعت واجب ہوگی، سرکارِ دو عالم ﷺ کو مقام محمود عطا کیا گیا، آپ ہی کو شفاعت کبریٰ کا مقام حاصل ہے، آپ شفیع محشر بھی ہیں اور ساقی کوثر بھی، قبر میں انہیں کو پہچانتا ہے جس کے بعد عذابِ قبر سے نجات ملے گی، قبر کی تاریک کوٹھری جہاں ماں باپ کے پیار و محبت کی پرچھائیں تک نہ پڑ سکے وہاں سرکار ہی مونس و چارہ ساز ہوں گے، پروردگار نے آپ کو معراج جسمانی عطا فرمائی، معراج کی شب مسجد اقصیٰ میں آدم سے لے کر مسیح علیہم السلام تک تمام انبیاء و رسل نے آپ کی اقتدا میں نماز ادا کی، آپ ﷺ اس وقت مقام نبوت پر فائز تھے جب کہ حضرت آدم علیہ السلام کا خمیر آب و گل کے درمیان تھا، عالم ارواح میں پروردگار نے تمام انبیاء و رسل سے آپ پر ایمان لانے اور آپ کی اطاعت (اگر آپ کا زمانہ پاجائیں) کا عہد و پیمان لیا جس پر آیت میثاق شاہد عدل ہے۔

سب سے پہلے خدا نے آپ ہی کے نور کو پیدا فرمایا اور ساری کائنات کو آپ کے نور سے اور سرکار کو اپنے نور سے جیسا کہ حدیث قدسی میں ہے۔ دوسری حدیث قدسی میں یہ بھی ہے کہ.....

"اے محبوب! اگر آپ کو پیدا کرنا نہ ہوتا تو زمین و آسمان

اور ساری کائنات کو پیدا نہ فرماتا۔"

خاکدانِ گیتی میں جلوہ گر ہونے سے پہلے حضرت مسیح نے آپ کی ولادت باسعادت کا خطبہ ان الفاظ میں پڑھا..... مُبَشِّرَامِ بَرَسُوْلِ

يَاْتِيْ مِنْكُمْ بَعْدِي اسْمُهُ اَحْمَدُ..... وقت ولادت فرشتوں نے آپ پر سلام پڑھا۔ خانہ کعبہ کے بت سر کے بل اوندھے گر پڑے، ایوانِ کسری سرنگوں ہوا۔ شوکتِ قیصر پیوند خاک ہوئی۔ کائنات نے جھوم جھوم کر درود و سلام بھیجا بعد ولادت پروردگار نے بارہا آپ کے میلاد مبارک کا ذکر کیا۔ اور آپ پر درود و سلام بھیجنے کا حکم دیا..... اسی لئے غلامانِ مصطفیٰ ﷺ میلاد شریف اور درود و سلام کو سنت الہیہ سمجھ کر کرتے اور پڑھتے ہیں۔

اب آپ شرک و بدعت، میلاد و سلام و قیام، عرس و فاتحہ وغیرہ کے مباحث ملاحظہ فرمائیں۔ درود و سلام پر ایک شعر آپ کی نظر ہے:

میں سو جاؤں یا مصطفیٰ کہتے کہتے
کھلے آنکھ صل علی کہتے کہتے

شرک و بدعت:

شرک و بدعت کا مفہوم سمجھنے سے پہلے یہ جان لینا ضروری ہے کہ اس کے استعمال میں دیوبند کی تکنیک کیا ہے؟..... "اکابر علماء دیوبند کی کفری عبارات پر جب علماء اہلسنت اور علماء حرمین طہیین نے ان کی تکفیر کی اور خارج اسلام قرار

دیا تو علماء دیوبند نے جتنے انتقام سے بھرپور اپنی منظم سازش کے تحت یہ طے کیا کہ اس کا بدلہ کس طرح لیا جائے..... چنانچہ وہ عمائد اہلسنت کی کتابوں کی چھان پھٹک میں لگ گئے اور انہوں نے سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر اساطین اہلسنت کی کتابوں کا ورق و ورق کی سطر سطر کو دیمک کی طرح چاٹنا شروع کیا مگر جب اس میں انہیں کچھ نہ مل سکا تو مایوسی کے بعد انہوں نے سنی عوام کے کردار و عمل کا جائزہ لیا۔ اگر اعراس وغیرہ میں انہیں کچھ خامیاں نظر آئیں۔ تو پھانس کو بانس اور رائی کو پرت بنا کر پیش کیا حتیٰ کہ مزار کی چادر چومنے کو سجدہ سے تعبیر کیا..... چنانچہ دھیرے دھیرے اس ہنگامے کو قیامت صفرائی بنا کر سخیوں کو قبر پرست اور قبر بچو کہنا شروع کر دیا اور سمجھی بوجھی اسکیم کے تحت اس پر شرک جیسے ناقابل معافی جرم کی چھاپ لگا دی۔ حالانکہ یہ سراسر الزام اور بہتان ہے..... چونکہ پروپیگنڈے کی مشینری تیز تھی اس لئے یہ فتنہ آندھی اور طوفان کی طرح اٹھا اور وہ عوام جن کے دلوں میں حرمت انبیاء اور عظمت اولیاء کے خلاف چھپا ہوا چور تھا اب وہ نوک قلم و نوک زبان پر آگیا۔ عوام کی اس حوصلہ افزائی نے بڑھا دیا پھر تدریجاً ترکش کا یہ تیر میلا د، سلام، قیام، نیاز و فاتحہ وغیرہ پر مد سنے لگا..... "حتیٰ کہ مباحت و مستحبات کو شرک اور بدعت ضلالہ کہنا شروع کر دیا" اب سنی عوام کی کوئی بھی رسم ہو وہ دیوبند کی نظر میں دو حال سے خالی نہیں یا تو شرک ہے یا بدعت!..... یہ صرف اس حلاپے کا نتیجہ ہے کہ ان کے کفریات کا مواخذہ و محاسبہ کیوں کیا گیا!..... علمائے دیوبند کی خواہش تھی کہ انہیں ایک بے لگام شرابی کی طرح چھوڑ دیا جائے تاکہ وہ رسول خدا کے

خلاف جو زہر بھی اگنا چاہتے اگلے رہتے لیکن آگے بڑھ کر کوئی ان کی کلائی نہ تھام سکے..... مگر شکر ہے اس خدائے قدیر کا جس نے مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی اپنی ایک نعمت عطا فرمائی جس پر یہ نشین مرد درویش نے اپنے زور قلم سے شرق و غرب، عرب و عجم میں ایک تہلکہ پھلایا۔ اور دیوبند جس نے توہین نبوت جیسے سنگین جرم کو نشان سجدہ، لمبی داڑھی، لمبے دامن میں چھپا رکھا تھا۔ پتہ چور ہے پر اس کا بھانڈا پھوڑ دیا۔ حتیٰ کہ دن کے اجالے ہی میں نہیں بلکہ ان کی مکروہ و گندہ صورت رات کی تاریکی میں پہچانی جانے لگی اگر علماء دیوبند روز لول اپنی کفریات سے رجوع کر کے توبہ کر لیتے تو اختلاف کی خلیج اس قدر نہ بڑھتی۔ جس آگ کے بھڑکتے شعلوں میں نہ جانے کتنوں کا دامن سلگ رہا ہے۔

اس مقام پر یہ سوچنے کے بعد ہم مقدمات کی مثل عوام کے کورٹ میں پیش کر کے خود عوام ہی کا فیصلہ سننا چاہتے ہیں۔ اب آنے والی سطروں کو پڑھنے کے لئے اپنے آپ کو سنبھال لیجئے!

پوری دنیا نے دیوبند کے پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب حفظ الایمان میں لکھا جس کا مفہوم یہ ہے کہ.....!

رسول خدا کو تھوڑا سا علم غیب ہے اگر ایسا ہے تو اس میں رسول اللہ کی کیا تخصیص ایسا علم تو ہر جانور، پاگل، مجنون اور بچے سب ہی کو حاصل ہے۔

ہم اہلسنت اور ہر خوش عقیدہ مسلمانوں کا کہنا ہے کہ اس عبارت میں توہین نبوت ہے جو موجب کفر ہے..... اس کی تفصیل دیکھنی ہو تو میری کتاب "خون کے آنسو" کا مطالعہ کیجئے۔

ایسے ہی مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے براہین قاطعہ میں یہ کہا۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ.....!

شیطان کے علم کی زیادتی تو قرآن سے ثابت ہے مگر
فخر عالم ﷺ کے "وسعت علم" یعنی زیادتی علم کی کوئی
نص ہمیں قرآن میں نہیں ملتی۔

(العیاذ باللہ من ذالک۔)

اسی طرح تقویۃ الایمان مؤلفہ مولوی اسماعیل دہلوی:.....!

"رسول خدا کو گاؤں کا چوہدری، گاؤں کا زمیندار،
مر کر مٹی میں ملنے والا، جس کا نام محمد یا علی وہ کسی چیز کا
مختار نہیں، رسول خدا کو دیوار کے پیچھے کی خبر نہیں
وغیرہ وغیرہ"

جیسی ہنوت و خرافات لکھ کر اپنا نامہ اعمال سیاہ کیا..... حوالہ جات کی
اصل عبارات دیکھنی ہوں تو میری کتاب "خون کے آنسو"، "انکشافات"، "قہر

آسانی" وغیرہ کا مطالعہ کیجئے۔ میں اس وقت چند تقریری پروگرام پر بھدوہی آیا ہوا
ہوں عقائد نمبر کی کاپیاں پریس اس لئے نہیں جارہی ہیں کہ ابھی تک میں اپنا
مقدمہ و پیش لفظ دارالمصنفین کو نہیں دے سکا اس لئے شب میں تقریری پروگرام
کے بعد دن کے حصے میں کچھ لکھ لیتا ہوں چونکہ کتابیں میرے ہمراہ نہیں ہیں
اس لئے اصل حوالہ جات کے لئے اپنی کتابوں کی طرف آپ کو رجوع کر رہا
ہوں۔

علماء دیوبند کی چند عبارات کا مفہوم پیش کرنے کے بعد میں اب خود
عوام کا فیصلہ چاہتا ہوں آیا یہ عبارتیں قابل مواخذہ ہیں یا نہیں؟..... ہیں اور یقیناً
ہیں..... تو اس پر چراغ پا ہونے کی بجائے اکابر دیوبند کو سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے
ان کتابوں میں آپ نے سنیوں کے باپ دادا کو گالیاں نہیں دیں..... بلکہ آپ
تاجدارِ دو عالم ﷺ کی بارگاہ کے گستاخ و بے ادب ہیں۔ جن کا ادب و احترام عین
ایمان ہے..... ایسے سنگین حالت میں اگر علماء اہلسنت نے رجوع اور توبہ کی تلقین
کی تو برہم ہونے کی بجائے احسان مند ہو کر شکر گزار ہونا چاہیے تھا دنیا میں ایسی
مثالیں کم ملتی ہیں کہ کوئی اپنے محسن ہی پر آنکھیں لال چلی کرے..... اس جرات و
ڈھٹائی کی چلتی پھرتی تصویر دیوبند اور صرف دیوبند ہے۔

اپنے اس مجرمانہ کردار کے بعد دیوبندیوں نے اپنی پحت کی دو راہیں
اختیار کیں..... اولاً..... توبہ کہ سنیوں کو "بدعتی، مشرک اور قبر پجوا" کہہ کر
بدنام کرنا شروع کیا اور..... ثانیاً..... یہ کہ روزہ، نماز میں ریا، دکھاوا کی نمائش تیز

کردی تاکہ لوگ ہماری نمازوں کو دیکھ کر ہماری کفریات اور عقیدے کی گندگی کو بھول جائیں حتیٰ کہ دھیرے دھیرے کلمہ اور نماز کی ایک چلتی پھرتی جماعت ہی بنا ڈالی..... واضح رہے دیوبندیت روزہ، نماز اور اتباع سنت کو نہیں کہتے بلکہ توہین نبوت جیسے کوڑھ اور کینسر کا دوسرا نام دیوبندیت ہے۔

چنانچہ ہم اسے پوری بر ملائیت سے کہہ سکتے ہیں کہ دیوبندیت اپنے گندہ عقائد اور اپنی توہین آمیز عبارتوں سے نہیں پھیل رہی ہے بلکہ اتباع سنت کے کھوکھلے نعرے اور سجدوں کی نمائش میں پھل پھول رہی ہے کاش! عوام کو صحیح احساس ہو تا اور وہ دیوبندی عقائد کا غیر جانبدار نہ جائزہ لے کر حقائق کی کسوٹی پر پرکھتے!..... اگر ذہن نے اسے قبول کر لیا ہے تو اب شرک و بدعت کا ایک اجمالی خاکہ پیش کیا جاتا ہے۔

شرک:

اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات و صفات میں کسی بھی

مخلوق کو شریک ٹھہرانا اسی کو شرک کہتے ہیں۔

اللہ کی ذات میں شریک گرداننے کا مقصد یہ کہ الہ و معبود کی وہ ذات جو وحدہ لا شریک ہے ایک کے بجائے دو یا چند معبود کو مانا جائے اسی کو شرک فی الذات کہتے ہیں اور ایسی صفات جو خدائے بزرگ و بڑی کے لئے خاص ہیں بعینہ انہیں صفات کو کسی اور بندے میں ماننا اس کو شرک فی الصفات کہتے ہیں اور

شرک ہی ایک ایسا جرم و پاپ ہے جس سے چنے کی قرآن مجید میں بار بار تاکید ہے۔

علماء دیوبند کی یہ ایک سمجھی ہو جھی و سکیم ہے کہ سنی معمولات و مراسم پر مکروہ یا گناہ کی چھاپ نہ لگائی جائے بلکہ ایسی فرد جرم عائد کی جائے کہ جس کے سنتے ہی کلیجہ کانپ جائے۔ یہی وجہ ہے کہ خوش عقیدہ مسلمان اللہ کے ولیوں کے آستانے پر جاتا ہے تو دیوبندی دھرم اسے شرک سے تعبیر کرتا ہے اس مقام پر میں پوری دنیا کے دیوبند کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ بتائے.....:

(۱) قبر بنانا شرک ہے..... یا..... قبر پر گنبد بنانا شرک ہے.....
یا..... قبر پر چادر چڑھانا شرک ہے..... یا..... قبر پر پھول ڈالنا شرک ہے..... یا..... ایصال ثواب شرک ہے.....
یا..... قبر و چادر کا چومنا شرک ہے..... یا..... اگر بقی سلکانا شرک ہے..... یا..... یہ گل کے گل شرک ہیں۔ لہذا قبر پر جانا شرک ہے؟

(۲) یالن میں تو کوئی بھی شرک نہیں ہے مگر ان کا مجموعہ شرک ہے.....؟
(۳) یالن میں سے کچھ درست ہیں اور کچھ شرک ہیں مگر غیر شرک و شرک کا مجموعہ شرک ہے.....؟

بہر حال بظاہر اس کی یہی تین صورتیں ہیں..... اب علماء دیوبند کو چھوٹ ہے کہ وہ ان تینوں صورتوں میں سے کسی کی بھی نشاندہی کر دیں..... یعنی جملہ مراسم شرک ہیں..... یا..... کچھ بھی شرک نہیں ہیں

.....یا.....کچھ غیر شرک اور کچھ شرک ہیں۔ واضح رہے شرک۔

کسی ایک فرد سے متعلق نہیں ہوتا شرک کو شرکت چاہیے۔ اس کے لئے کم از کم دو افراد کا ہونا ضروری ہے۔ مثلاً اگر قبر پر گنبد بنانا شرک ہو تو اس سے قبل اس قبر کو متعین کرنا ہو گا کہ بس اسی پر گنبد بنانا درست ہے۔ اگر کسی اور بھی قبر پر گنبد بنے گا تو شرک ہو جائے گا ایسے ہی اگر چادر چڑھانا.....یا.....پھول ڈالنا وغیرہ شرک ہو تو بھی کسی قبر کو متعین

کرنا ہو گا کہ بس اسی قبر پر چادر ڈالی جائے.....یا.....پھول ڈالا جائے اور اگر یہ رسم کسی اور قبر پر ادا کی گئی تو شرک ہو جائے گا۔ ان تشریحات و توضیحات کے بعد اب ہم بری الذمہ ہو گئے۔ البتہ یہ علماء دیوبند کی ذمہ داری کو چیلنج ہے کہ وہ اپنے دعوے کی دلیل میں کسی ایسی قبر کا پتہ بتائیں جہاں یہ جملہ مراسم درست ہوں اور وہاں کے علاوہ دوسری قبر پر شرک ہو جائیں.....ہاتوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ..... ہر مسلمان اسے بخونی جانتا ہے کہ خدائے جی و قیوم کے لئے موت نہیں!۔ جب موت نہیں تو قبر نہیں!.....اور جب قبر نہیں تو چادر نہیں!.....معلوم ہوا یہ تمام چیزیں خدا کے لئے نہیں ہیں بلکہ محبوب خدا کے لئے ہیں.....اب ایک واضح حقیقت کا انکار گویا دن کے اجالے میں طلوع آفتاب کا انکار ہے۔

اتنی واضح اور روشن دلیل کے بعد اسے ضد ہٹ دھرمی اور کٹ جتنی نہ کہا جائے تو کیا کہا جائے۔ یہ صرف طبقاتی تقسیم اور گروپ بندی کا نتیجہ ہے۔

بدعت :

اس کا مادہ ہے "بدع" جس کے لغوی معنی ہیں کسی ایسی نئی چیز کا ایجاد کرنا جس کی مثال نظیر نہ ہو چنانچہ "مرقات" کے مصنف مولانا فضل امام خیر آبادی نے اسی رعایت سے خطبہ میں یہ فرمایا ہے۔

الحمد لله الذى ابدع الافلاك والا رضين

تمام تعریف ثابت ہے اس اللہ کے لئے جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمینوں کو چونکہ اس سے پہلے آسمان اور زمین کی کوئی نظیر اور مثال نہیں تھی اسی لئے "ابدع" فرمایا۔ لیکن اصطلاح شریعت میں بدعت کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ بدعت حسنہ..... اور ۲۔ بدعت سیئہ

بدعت حسنہ کی تعریف یہ ہے کہ اسلام میں کسی ایسی نئی چیز کا ایجاد کرنا جس سے اسلام اور مسلمانوں کو فائدہ اور قوت پہونچے.....اور.....

بدعت سیئہ کہتے ہیں "ضد السنۃ" کو جو کسی سنت کی ضد ہو اور اس کو بدعت ضلالہ بھی کہتے ہیں جس کے متعلق سرور کونین روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "کل بدعة ضلالہ" یعنی بدعت سیئہ کی جتنی بھی اقسام ہیں ان سب کو بدعت ضلالہ ہوا کہا جائے گا۔

گویا بدعت حسنہ بدعت کی ایک الگ تھلگ قسم ہے بدعت ضلالہ۔ اس کا کوئی رشتہ و تعلق نہیں۔ بعض لوگ جو یہ ذہن دینا چاہتے ہیں کہ عہد رسالت یا قرونِ ثلاثہ کے بعد اسلام میں جو بھی نئی چیز ہوگی وہ بدعت ضلالہ ہے۔ یہ ان کا سراسر

فریب ہے یا تو وہ خود فریب خوردہ ہیں یا دیدہ دانستہ امت مسلمہ کو فریب دینا چاہتے ہیں۔

دوستو! بات عہد اور قرن کی نہیں ہے بلکہ اصل شے اور واقعہ کی ہے۔ دیکھنا یہ ہو گا کہ نفس الامر میں اس شے کی حیثیت کیا ہے۔ خیر القرون ہی کی کوئی بات اگر اسلام و سنت کے خلاف ہوگی تو اسے گلے کا بار نہ بنایا جائے گا بلکہ اسے پاؤں سے روند اور پامال کیا جائے گا ایسے ہی صدیوں گزرنے کے بعد اگر کوئی ایسی نئی چیز ہو جس سے اسلام و مسلمانوں کو فائدہ پہنچے تو اسے پاؤں کی ٹھوکر نہ ماری جائے گی بلکہ اسے خوش آمد کہہ کر کلیجے سے لگایا جائے گا..... اب اس ضابطے کو آپ مثالوں کے ذریعہ سمجھئے۔

مثلاً سید الشہداء سبط پیغمبر نواسہ رسول حضرت امام عالی مقام سرکار حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا مسئلہ ہر چند یزید تاہی تھا اور بہت سے اجل صحابہ اس عہد میں اپنی حیات ظاہری میں تھے۔ دور تو خیر القرون کا تھا لیکن کیا اس رعایت سے قتل حسین کو جائز و مباح قرار دیا جاسکتا ہے۔ العیاذ باللہ من ذالک..... سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اختلاف روایت کی بنیاد پر کف لسان فرمایا مگر آئمہ مجتہدین میں بعض نے یزید کی تکفیر تک کی ہے..... لہذا یہ کہنا کہ جو امور عہد رسالت کے بعد ہیں وہ بدعت ضلالہ ہیں یہ صحیح نہیں ہے..... بات وہی درست ہے کہ اصل شے کو دیکھا جائے گا اگر وہ کسی سنت سے مزاحم نہیں ہے تو اسے بدعت حسنہ کہا جائے گا ورنہ بدعت ضلالہ..... اگر ہر بدعت، ضلالہ ہی ہوتی تو تراویح کے مسئلہ میں سیدنا فارق اعظم رضی اللہ

تعالیٰ عنہ "نعم البدعت" نہ فرماتے..... بدعت کو بہترین بدعت فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ ہر بدعت "بدعت ضلالہ" نہیں ہوتی..... عارف حق حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے مکتوبات کی کسی دفعہ میں فرمایا ہے کہ بدعت کی کوئی قسم نہیں جس سے علماء دیوبند یہ غلط فائدہ اٹھاتے ہیں کہ مجدد صاحب کی نظر میں ہر بدعت "بدعت ضلالہ" ہے..... حالانکہ اس کا مفہوم یہ نہیں ہے بلکہ مجدد صاحب علیہ الرحمہ کا فرمانا ہے کہ..... بدعت حسنہ بھی سنت ہی کی ایک قسم ہے لہذا بجائے بدعت حسنہ کے اسے سنت کہا جاسکتا ہے..... یہ قول ہمارے حق میں زیادہ مفید ہے نہ کہ ان کے حق میں اور خود دیوبند کی چار دیواری میں آج ایسے معمولات و مراسم مروج ہیں جن کا عہد رسالت میں کوئی وجود ہی نہیں تھا جیسے ختم بخاری شریف حوالہ کے لئے فتاویٰ رشیدیہ ملاحظہ فرمائیے!

عہد رسالت میں جب بخاری شریف ہی کا وجود نہیں تھا تو ختم بخاری کا کیا سوال؟..... معلوم ہوا اسلام میں جب کوئی نئی چیز داخلہ لیتی ہے خواہ مثبت پہلو سے یا منفی پہلو سے۔ اس کی دو صورتیں ہوں گی یا تو اس میں حسن ہو گا یا قبح!..... اسی لیے سید عالم روحی فدائے علیہ السلام نے فرمایا ہے:.....

من سن سنة حسنة الخ من سن سنة سيئة الخ یعنی جس نے اچھا طریقہ ایجاد کیا تو وہ اور اس پر عمل کرنے والے دونوں ہی مستحق اجر و ثواب ہیں اور جس نے برا طریقہ ایجاد کیا تو وہ اور اس پر عمل کرنے والے دونوں ہی لائق زجر و

تو بخ ہیں۔

یہ حدیث اس باب میں حرف آخر کی حیثیت رکھتی ہے کہ ہر نئی چیز کو بدعت ضلالہ نہیں کہا جاسکتا اب اسی کسوٹی پر میلاد و سلام و قیام وغیرہ کو پرکھا جائے گا ورنہ اللہ اور دوسرے مباحث کو ملاحظہ فرمائیے!

علم غیب :

نہ پوچھئے وقت کی فتنہ سامانیوں کا عالم

مسئلہ علم غیب بھی اختلافات کی لسٹ میں سرفہرست ہے..... ہم اہلسنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ پروردگار عالم نے اپنے محبوب سرور کو نبین روحی فدائہ ﷺ کو غیب کا علم عطا فرمایا ہے مگر اسی کے ساتھ حدود و ادب میں رہتے ہوئے اس کا بھی اظہار کرتے ہیں کہ ہمارے پاس کوئی تراژویڈی یا نہ نہیں جس میں سید المرسلین ﷺ کے علم مبارک کو تولا جاسکے!..... بس اس بارے میں ہمارا آخری فیصلہ یہ ہے کہ دینے والا پروردگار جانے یا لینے والے احمد مختار..... سرور کو نبین یہ جانتے تھے اور وہ نہ جانتے تھے۔ اس کہنے کو ہم گستاخی و بے ادبی تصور کرتے ہیں گویا چھوٹا منہ اور بڑی بات!..... اور ا کے ساتھ ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ پیغمبر خدا کا علم ہمیں معلوم ہو یا نہ معلوم اور یقیناً نہیں معلوم لیکن وہ علم خواہ کتنا ہی وسیع ہو وہ سب خدا ہی کا دیا ہوا ہے۔ اس لئے بطور نتیجہ ہم یہ کہتے

ہیں کہ خدا کا علم ذاتی ہے اور سرکارِ دو عالم ﷺ کا عطائی ہے۔ چنانچہ ہم خدا کو عام الغیب کہتے ہیں اور سید عالم کو عالم غیب ہمارے اس عقیدے پر آیات قرآنی و احادیث نبوی شاہد عدل ہیں۔ مثلاً.....

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا
اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

(سورہ نساء پ ۵، رکوع ۱۷)

ایسے ہی دوسری جگہ ارشاد ہے :.....

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٌ ۝ اور یہ نبی غیب بتانے میں حیل نہیں
(سورہ کورت پ ۳۰، رکوع ۱)

تیسری جگہ ارشاد ہے :.....

غَالِبُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا
مَنْ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ ۝
غیب کا جاننے والا تو اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں فرماتا سوال پنے
پسندیدہ رسولوں کے۔

(سورہ جن پ ۲۹، رکوع ۲)

ایسے ہی علم غیب کے ثبوت میں بہت سی احادیث ہیں جن کو گھیرا جائے تو ایک دفتر چاہیے قرآن حکیم کی چند شہادتیں اس لئے حاضر کر دیں گئیں تاکہ قلب و ذہن کا اطمینان حاصل ہو جائے۔

علم غیب سے متعلق منکرین علم غیب کے متعدد اقوال ہیں جس میں بے

حد متخالف و تضاد ہے۔ کسی کا کہنا ہے!.....

"رسول خدا کو علم غیب نہیں تھا"

کسی نے یہ کہا:.....

"اگر خدا کے دینے سے بھی رسول خدا کو علم غیب مانا جائے تو بھی شرک ہے"

کسی نے لکھا کہ:.....

"سرور کو نین کو دیوار کے پیچھے کی خبر نہیں تھی"

اور مولوی تھانوی نے تو یہاں تک لکھ دیا جس کا مفہوم یہ ہے کہ:.....

"پیغمبر اسلام کو کل علم غیب نہیں تھا بلکہ تھوڑا سا تھا اور

اگر بعض علوم غیبیہ حاصل ہیں تو پھر اس میں رسول اللہ

ہی کو کیا تخصیص ایسا علم تو ہر جانور، پاگل، بچے سب ہی کو

حاصل ہیں "العیاذ باللہ من ذالک"

یہی وہ ناپاک و گندہ تصور ہے جس پر آئے دن مباحثے اور مناظرے ہوتے رہتے ہیں اس سلسلہ میں یہ بات واضح رہے کہ قرآن مجید کی وہ آیات جن سے علم غیب کا انکار ہوتا ہے اس سے مراد علم غیب ذاتی کا انکار ہے یعنی خدا کے سوا کسی کو بھی علم غیب ذاتی نہیں ہے اور وہ آیات قرآنی جن سے علم غیب کا ثبوت ہوتا ہے اس سے مراد علم غیب عطا کی ہے۔

حیرت ہے اس قوم پر جو انبیاء سابقین کے لئے تو علم غیب مانتی ہے مگر اپنے نبی کے متعلق جنگ و جدال کرتی ہے..... جیسا کہ حضرت مسیح فرماتے ہیں:

أَنْبِئُكُمْ بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدْخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ.

میں تمہیں بتاؤں گا جو تم لوگ کھا کے آتے ہو اور اپنے گھروں میں جو کچھ جمع

کر کے آتے ہو۔

آج تک دیوبند نے اس کے خلاف کوئی احتجاج نہیں کیا کہ غیب کا جاننا اور بتانا تو خدا ہی کی شان ہے یہ حضرت مسیح کو کیسے خبر ہو گئی۔ ہم انصاف پسند دنیا سے سوال کرنا چاہتے ہیں کہ آج کے وہ کلمہ گو جو اپنے نبی کا علم غیب ماننا شرک سمجھتے ہیں وہ حضرت مسیح کے علم غیب پر ایمان لانے کے بعد کس طرح موحدرہ گئے؟..... کلمہ اور نماز کی آڑ میں کہیں ایسا تو نہیں کہ عیسائی مشنری کی ایجنسی و ولالی کا پارٹ اوپ کیا جا رہا ہے..... "فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ"

میلاد اسلام و قیام:

میلاد شریف کو ہم اہل سنت غلاموں کی طرف سے اپنے آقا کی بارگاہ کرم میں خراج عقیدت تصور کرتے ہیں نہ تو اسے ہم فرض کہتے ہیں اور نہ واجب ہم اسے مہمات دین میں شمار نہیں کرتے البتہ ایوان اسلام کے یہ وہ نقش و نگار ہیں جس کو دیکھ کر ایک اجنبی آنکھ بھی یقین کر لیتی ہے کہ کسی خوش عقیدہ کی زینت نگاہ ہے کسی عمارت کا پرچم اس عمارت کا جز نہیں ہوتا لیکن یہ جھنڈا بہت دور سے خبردار کر دیتا ہے کہ اس میں کس مکتبہ فکر کا نظام حیات مرتب ہوتا ہے۔

قرآن حکیم میں پروردگار عالم نے بارہا اپنے محبوب کے میلاد کا ذکر فرمایا ہے..... سرکار کی آمد سے پیشتر حضرت مسیح نے بشارت دی تھی..... یاتنی مین م بعدی اسمہ احمد..... میلاد شریف ایک ذکر خیر ہے جس کے ذریعہ مسلمانوں کو طہارت نماز و روزہ حج و زکوٰۃ وغیرہ کے مسائل معلوم ہو جاتے ہیں ایسے ہی عمل صالح کی تلقین کی جاتی ہے اور برائیوں سے اجتناب و پرہیز کی ہدایت ایک ایسا کار خیر جو عام مسلمانوں کے لئے رشد و ہدایت کا ایک روشن مینارہ ہو۔ اسے کنہیا کے جنم کا سوانح کہہ کر اس سے نفرت و دشمنی کی ایک مسموم فضا پیدا کرنا..... یہ اسلام و مسلمان دشمنی نہیں تو اور کیا ہے؟

حاجی امداد اللہ مہاجر کی جو اکابر دیوبند کے پیرو مرشد ہیں اس مسئلہ میں ان کی کتاب فیصلہ ہفت مسئلہ ایک نہ جھٹلائی جاسکے والی دستاویز ہے جس فیصلے کے روبرو پوری دنیا دیوبندیت مجرموں کے کھرے میں کھڑی کر دی گئی ہے حاجی امداد اللہ مہاجر کی سے میلاد، سلام و قیام، عرس، فاتحہ وغیرہ سے متعلق سات سوالات کئے گئے تھے جس کا جواب فیصلہ ہفت مسئلہ کے نام سے چھپ چکا ہے۔

حاجی صاحب فرماتے ہیں۔ جس کا مفہوم یہ ہے

فقیر کا مشرب یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہے اور

ذریعہ برکات سمجھ کر محفل مولود منعقد کرتا ہے اور کھڑے

ہو کر سلام پڑھنے میں کیف و لذت محسوس کرتا ہے۔

پیرو مرشد کے اس فیصلے کے بعد دیوبندیوں کی زبان گدی سے کھینچی گئی

ہے اب اس کے خلاف ان کی جس قدر بھی بجواس ہے وہ کھسانی ملی کھبانو چے کی

آئینہ دار ہے۔

حاجی صاحب کے اس فیصلے میں سلام و قیام کی حقیقت بھی روشن ہو گئی وہ محفل مولود میں محض سلام پڑھنے کے قائل نہ تھے بلکہ کھڑے ہو کر سلام پڑھتے۔ میلاد شریف میں سلام و قیام حاجی صاحب کا ایک ایسا عمل ہے جو خلف و ناخلف کی کسوٹی بن گیا ہے علاوہ ازیں آیت درود میں نقو بدھو خیر و کورود و سلام پڑھنے کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ ایمان والوں کی قید لگی ہے جس قید نے واضح کر دیا کہ جو مومن ہو گا وہ بغیر کسی قیل و قال کے صلوٰۃ و سلام پڑھے گا چونکہ غیر مومن خود ہی جانتا ہے کہ مجھے حکم ہی نہیں دیا گیا اس لئے اس کے صلوٰۃ و سلام پڑھنے کا سوال بھی نہیں ہوتا اس کے انکار نے خود اس کی پوزیشن واضح کر دی کہ وہ اس حکم کا مخاطب ہی نہیں ہے رہ گیا قیام چونکہ سلمو کے ساتھ تسلیم اس کا مفعول مطلق بطور تاکید لیا گیا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ صرف سلام ہی نہ بھجوبلکہ ایسا سلام جو ان کی شان کے لائق ہو لہذا لیٹنے، بیٹھنے، کھڑے ہونے میں قیام ہی ایک ایسی کیفیت ہے جس میں احرام و عظمت کا عملاً اظہار ہوتا ہے اس لئے قرآن مجید کے اس مفہوم کی رعایت کرتے ہوئے اہلسنت و جماعت نے وہ قیام جو مباح تھا اسے مستحب و مستحسن قرار دیا تاکہ تسلیم کی قید پر عمل درآمد ہو جائے جو اظہار عظمت کا ایک ذریعہ ہے علاوہ ازیں قرآن میں جہاں سلام پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے اس میں لیٹنے، بیٹھنے، کھڑے ہونے کی کوئی قید نہیں ہے جس کا ظاہر اور واضح مفہوم یہی ہے کہ سلام پڑھنے والے کو اختیار ہے وہ جس طرح چاہے پڑھے۔ قرآن کے اس دیئے ہوئے اختیار پر اب پہرہ بٹھانے والا کون ہے کہ کھڑے ہو کر سلام نہ

کیا یہ لوگ مسلمان ہیں؟

میدان حشر میں سرکارِ دو عالم ﷺ کی شفاعت کے امیدوارو!
دل کی آنکھوں سے پڑھو، اور انصاف کرو کہ۔۔۔۔۔۔
آیا.....! ان غلیظ و مکروہ عقائد کے حامل افراد مسلمان ہیں؟

حضور اکرم ﷺ کے علم کو پاگلوں، بچوں اور
جانوروں کے علم جیسا کہا گیا ہے۔

اصل عبارت۔۔۔۔۔

پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جاتا اگر تولدِ زید صحیح
ہو تو دریافتِ طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔
اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب
تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی (بچہ) و مجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے
بھی حاصل ہے۔

(حفظ الایمان مصنفہ اشرف علی تھانوی صفحہ ۸)

کتب خانہ اشرفیہ راشد کمپنی دیوبند)

دیوبندیوں کا کلمہ بھی ملاحظہ فرمائیے، جس کے پڑھنے
کو اشرف علی تھانوی نے عین اتباع سنت کہا۔

خلاصہ اصل عبارت۔۔۔۔۔

اشرف علی تھانوی کے ایک مرید نے اپنے پیر کو اپنے خواب اور بیداری
کا واقعہ لکھا کہ وہ خواب میں کلمہ شریف میں حضور اکرم ﷺ کے نام نامی اسم
گرای کی جگہ اپنے پیر اشرف علی تھانوی کا نام لیتا ہے یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول
اللہ ﷺ کی جگہ لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ (معاذ اللہ) پڑھتا ہے اور اپنی
قلبی کا احساس ہوتے ہی اپنے پیر سے معلوم کرتا ہے تو جواب میں اشرف علی
تھانوی توبہ و استغفار کا حکم دینے کے بجائے کہتا ہے۔

اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس طرف تم رجوع کرتے
ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے۔

(الامداد، مصنفہ اشرف علی تھانوی صفحہ ۳۵)

از مطبع امداد المطالع تھانہ بھون، انڈیا)

حضور اکرم ﷺ کو خاتم النبیین ماننے سے انکار کیا گیا۔

اصل عبارت----

اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

(تحدیر الناس، مصنفہ قاسم نانوتوی صفحہ ۳۳)

دارالاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی)

حضور اکرم ﷺ کے علم پاک سے شیطان و ملک الموت کے علم کو زیادہ بتایا گیا۔

اصل عبارت----

شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فقر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلادلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فقر عالم کی وسعت علم کی کوئی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔

(براہین قاطعہ از مولوی خلیل احمد انیسٹروی)

مصدقہ، مولوی رشید احمد گنگوہی، صفحہ ۵۱، مطبعہ جلال دہلوی)

نماز میں حضور اکرم ﷺ کے خیال مبارکہ کے آنے کو جانوروں کے خیالات میں ڈوبنے سے بدتر کہا گیا ہے۔

اصل عبارت----

زنا کے دوسو سے اپنی بیوی کی جماعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا انہی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت ماب ہی ہوں اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ برا ہے۔

(صراط مستقیم، اسماعیل دہلوی صفحہ ۱۶۹)

اسلامی اکادمی، اردو بازار، لاہور)

حضور اکرم ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق لکھا گیا وہ بے اختیار ہیں۔

اصل عبارت----

"جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں۔"

(تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان، مصنفہ اسماعیل دہلوی صفحہ ۴۳)

میر محمد کتب خانہ، مرکز علم و ادب آرا مہار، کراچی)

معيارِ حق

علمائے حرمین شریفین کا سرکارِ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ

کے حضور خراج عقیدت

عرب کے وہ علماء جو سعودی حکومت کے غاصبانہ قبضہ سے پہلے کے ہیں اور جن میں سے ۳۳ مفتیان کرام نے دیوبندیوں و ہابیوں کی رسول دشمنی کے باعث اشرفِ مصلیٰ تھانوی، رشید احمد گنگوہی، قاسم نانوتوی وغیرہ پر کفر و ارتداد کا فتویٰ دیا انہیں کا ایک پر اعتماد تاثر اعلیٰ حضرت کے بارے میں ملاحظہ فرمائیں۔

إِذَا جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْهِنْدِ سَأَلْنَاهُ عَنِ الشَّيْخِ أَحْمَدَ رَضَا خَانَ
فَأَنْ مَدَحَهُ عَلَيْنَا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ وَإِنْ ذَمَّهُ عَلِمْنَا إِنَّهُ مِنْ
أَهْلِ الْبِدْعِ وَهَذَا هُوَ الْمَبْعُثُ عِنْدَنَا.

جب کوئی شخص ہندوستان سے عرب آتا ہے تو ہم لوگ ان سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے بارے میں پوچھتے ہیں اگر وہ ان کی تعریف کرتا ہے تو ہم جان لیتے ہیں کہ یہ صحیح العقیدہ سنی ہے اور اگر برائی کرتا ہے تو ہم جان لیتے ہیں کہ یہ دیوبندی وہابی ہے تو اسے بھائی، جان لو... امام احمد رضا ہمارے یہاں حق و باطل کے درمیان لڑائی پیدا کرنے کا سامنا ہے۔

یہ وہ عبارات ہیں جن کی بنیاد پر دیوبند کے اکابر اشرف علی تھانوی، قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبٹھوی کو عالم اسلام کے اکابر علماء نے کافر قرار دیا۔ ملاحظہ ہو حسام الحرمین از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور انصارِ ہند یہ از علامہ حشمت علی خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

اصل اختلاف

اہلسنت و جماعت و فرقہ و ہابیہ نجدیہ کا اصل اختلاف یہ نہیں ہے کہ اہلسنت و جماعت کھڑے ہو کر درود و سلام پڑھتے ہیں اور وہابیہ اس کے منکر ہیں۔ اہلسنت و جماعت نذر و نیاز کے قائل ہیں اور وہابیہ نجدیہ اس کو نہیں مانتے اہلسنت و جماعت مزارات پر حاضری دینا اور ان بزرگان دین کے توسل سے دعائیں مانگنا باعثِ اجر و ثواب سمجھتے ہیں جب کہ وہابیہ دیوبندیہ اس کا خیر سے محروم ہیں بلکہ اصل اختلاف جس نے امت کو دو دھڑوں میں بانٹ دیا وہ اکابر دیوبند کی وہ کفریہ عبارات ہیں کہ جن میں کھلم کھلا نبی کریم ﷺ کی شانِ اقدس میں کتاخی کا ارتکاب کیا گیا ہے۔

اختلاف کا حل

اگر آج بھی وہابیہ دیوبندیہ اپنے ان اکابر کی کفریہ عبارات سے توبہ کر کے ان تمام کفر آمیز و کفر خیز کتب سے بیزاری کا اظہار کر کے انہیں دریا برد کر دیں تو اہلسنت کا اعلان ہے کہ وہ ہمارے بھائی ہیں۔